سوانح
حضرت مولانا عبدالقادر رائپوریؒ

از: مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری رحمۃ اللہ علیہ اس عہد آخر میں اولیائے کاملین کا نمونہ، شریعت و طریقت کے جامع، احسان و تصوف کے امام، اور تربیت و تزکیۂ نفس کے رموز آشنا تھے، ان کے فیض صحبت و تربیت و اصلاح و ارشاد سے ہندستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، اپنے حلقۂ اثر کی وسعت و عمومیت اور مختلف طبقوں اور متنوع حلقوں کی نمائندگی اور عصر جدید کے رجحانات اور تقاضوں کی واقفیت کے لحاظ سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز اور فیض و تاثیر، مقبولیت اور معرفت و سلوک کے طبقہ میں اولیائے متقدمین کی یادگار تھے۔

تین سو بتیس صفحے کی اس کتاب میں حضرت مولانا رائپوری کی سیرت اور شخصیت ان کے نمایاں صفات، ان کا انداز تربیت، توازن و جامعیت، تعلق و خلوص و محبت، ہر چیز زندہ و متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔

قیمت ——— مجلد ——— چھ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

سید محمد ثانی ایڈیٹر، پروپرائٹر اور پبلشر نے تنویر پریس لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان، ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

نمبر

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

RIZWAN Lucknow Regd. No. A-197

ہماری

چند اہم کتابیں

زادِ سفر، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم۔ مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی رح۔ امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال اخلاق اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں —— مکمل مجلد آٹھ روپے

حسنِ معاشرت مصنفہ والدہ ماجدہ مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔

مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جسمیں دینی ہدایات کیساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امور خانہ داری سلیقہ شعاری زندگی سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔

قیمت ۶۲ پیسے

ہمارے حضور بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایکروپیہ پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ

صرف نیشنل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

۳۱۵۵
۵۹۲۹م
جرائد

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان — لکھنؤ

جلد ۷ | نومبر سنہ ۱۹۶۳ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ | نمبر ۱۱

اس دائرہ میں اگر ○ سُرخ نشان ہو تو؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا سال خریداری ختم ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کیلئے زرچندہ زیادہ سے زیادہ بیس تاریخ تک روانہ کر دیجئے ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو آئندہ شمارہ وی۔پی سے ارسال ہوگا جسمیں آپ کے ۶۲ نئے پیسے زیادہ لگیں گے۔

سالانہ چندہ

ہندستان میں ... ... تین روپیہ	ممالک غیر بحری ڈاک ... ۶ شلنگ
پاکستان میں ... تین روپیہ ۵۰ نئے پیسے	ممالک غیر ہوائی ڈاک ... ۱۰ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارۂ نشر و اشاعت اسلامیات، متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ کی ۱۰ تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہوگی۔

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل سے کریں

نوٹ :- ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں

دفتر

ماہنامہ رضوان ۳۷، گوین روڈ۔ لکھنؤ ۱

فہرست

نمبر شمار	مضمون نگار	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	ہماری بات	مدیر	۳
(۲)	تعلیمات قرآن	مولانا محمد عبدالشکور صاحب رضا فاروقی	۵
(۳)	رسول اللہؐ نے فرمایا	امۃ اللہ تسنیم	۷
(۴)	لاکھوں سلام آپ پر (نعت)	شاکر اسعدی	۹
(۵)	عشرت باجی	ولیہ نکہت ایم۔اے،	۱۱
(۶)	جائز آزادی	محمد یونس نگرامی	۱۵
(۷)	سفر آخرت	ریحانہ ضیا	۱۹
(۸)	توبہ	محمد عبدالقیوم	۲۲
(۹)	تیری ذات وحدہٗ لاشریک (حمد)	امۃ اللہ تسنیم	۲۵
(۱۰)	حلیمہ آپا	سعیدالاعظمی	۲۷
(۱۱)	ایک عبرتناک واقعہ	محمد اجتبا حسینی	۳۱
(۱۲)	ساس بھی ایک ماں ہے	(ماخوذ)	۳۳
(۱۳)	کچھ روحانی نسخے	محترمہ خیرالنساء صاحبہ بہتر	۳۷
(۱۴)	جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں	راشدہ نظیر	۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری بات

"رضوان" کی تاریخ اشاعت پہلی اور دوسری ہے، پہلے ہر ماہ کی ۲۵ر ۲۶ر تاریخ کو نکلتا تھا لیکن ادھر چند ماہ پہلے اسکی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پہلی یا دوسری کردی گئی تھی۔ ہم شرمندہ ہیں کہ دو ماہ سے رسالہ اپنی صحیح تاریخ اشاعت پر شائع نہیں ہو رہا ہے جس کی وجہ سے خریداروں کو تقاضے کرنا پڑتے ہیں اور ان کے خطوط آتے آتے ان کو رسالہ پہونچ جاتا ہے، گزشتہ ماہ بھی ۹ر تاریخ کو رسالہ پوسٹ کیا گیا، اس مرتبہ بھی اس کو لیٹ کرنا پڑا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ اگلے ماہ سے پڑھنے والوں کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی اور رسالہ ان کو جلد از جلد مل جایا کریگا یہ تاخیر جب سے رضوان نکلنا شروع ہوا ہے اسی سال اور وہ بھی ایک دو بار ہوئی ہے، لیکن اس کا ہم کو بہت افسوس ہے کہ بہت سے بھائیوں اور بہنوں کو رسالہ کئی کئی ماہ نہیں ملتا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو رسالہ ارسال نہیں کیا جاتا وہ سخت شکایت کرتے ہیں، ایسے کئی خط آئے جن میں سخت الفاظ کے ساتھ تقاضا تھا، ہم ایسے تمام حضرات کو یقین دلاتے ہیں کہ رسالہ نہ پہونچنے میں ادارہ کا قصور نہیں ہے، راستہ کی بدنظمی پہونچنے میں حارج ہوتی ہے، اس طرح کے بعض واقعات علم میں بھی آچکے ہیں لیکن اس کا کوئی

مؤثر حل نظر نہیں آتا۔

اسی طرح عام طور پر خریدار تقاضہ کرتے وقت یا ارسال زر کے وقت خریداری نمبر نہیں لکھتے، اس کی وجہ سے دفتر کو جو زحمت ہوتی ہے اور جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس کا اندازہ کسی اور کو نہیں ہو سکتا آپ سوچیں گے کہ اس طرح کی باتیں رضوان میں بار بار آتی ہیں لیکن ہم کس طرح عرض کریں کہ یہ باتیں ہم مجبوراً لکھتے ہیں، ادھر آپ زحمت میں مبتلا ہوتے ہیں، ادھر ہم مشکل میں پڑ جاتے ہیں اور بعض دفعہ کافی تلاش کے باوجود نام نہیں ملتا اور مجبوراً کام میں رکاوٹ اور تاخیر ہوتی ہے امید ہے کہ اب اس کا خیال ضرور رکھیں گے ـــــ رضوان کی توسیع اشاعت کے سلسلے میں آپ کی کوششیں جاری رہنی چاہئیں، جتنی آپ کوشش کریں گے اتنا ہی رضوان ترقی کر سکے گا، جن بھائیوں اور بہنوں نے اس سے پہلے رضوان کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اس کے لئے پھر کوشش کریں۔

مضامین کے سلسلے میں اگر کوئی واقعہ لکھا جائے تو براہ کرم اس کا حوالہ ضرور دینا چاہیئے کہ کس کتاب سے لیا گیا ہے تاکہ اسکی صحت پر فیصلہ کیا جا سکے، غیر مستند واقعات تحریر نہ کئے جائیں، اس لئے کہ رضوان کے صفحات غیر مستند واقعات کے لئے نہیں ہیں

خاص نمبر کا اعلان ابھی تک ہم نہیں کر سکے، اب سال کے ختم میں صرف ایک شمارہ رہ گیا ہے، اگر ہم خاص نمبر نکال سکے تو انشاء اللہ آئندہ شمارہ جو دسمبر ۱۹۶۳ء کا ہوگا اسمیں اعلان کر دیا جائیگا، ارادہ تو بہرحال ہے، اللہ پورا کرے۔

تعلیمات قرآن

★ :- حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی

وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ ـــ

ترجمہ: ـــ اور فرمایا اللہ نے کہ بتحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم قائم کرو نماز اور زکوٰۃ دو اور ایمان لاؤ میرے رسولوں پر اور مدد کرو انکی اور قرض دو اللہ کو اچھا قرض، ضرور ضرور معاف کروں گا میں خطائیں تمہاری اور ضرور ضرور داخل کروں گا میں تم کو ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں اور جو شخص کفر اختیار کرے بعد اس خوشخبری کے بیشک وہ بہک گیا سیدھی راہ سے۔

ف:- اللہ اکبر کتنی عظیم الشان بشارت اور کیسی اعلیٰ درجہ کی دولت اور نعمت کا وعدہ اس آیت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کسی بندہ کے ساتھ ہونا کوئی معمولی چیز نہیں، یہ وہ نعمت ہے جس کی تمنا کے لئے بھی بڑا دل و دماغ چاہیئے۔

اس آیت میں حق سبحانہ نے تین باتوں کے وعدے فرمائے:

ایک (۱): یہ کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔

دوسرے (۲): یہ کہ تمہارے گناہ معاف کر دوں گا۔

تیسرے[۳] : یہ کہ تمھیں جنت میں داخل کروں گا۔

اور ان نعمتوں کے ملنے کے لئے تین ہی شرطیں لگائیں۔

اوّل[۱] : یہ کہ نماز قائم کرو۔

دوم[۲] : یہ کہ زکوٰۃ دو۔

سوم[۳] : یہ کہ میرے نبیوں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو۔

خدا کو قرض دینے کی شرط نہیں ہے بلکہ وہ حکم زکوٰۃ کا ایک شعبہ ہے، زکوٰۃ صدقۂ مفروضہ ہے اور قرض دینے سے مراد صدقۂ نافلہ ہے۔

اس آیت میں سب سے پہلی شرط خدا نے نماز کو قرار دیا، یہاں تک کہ نبیوں پر ایمان لانے کو بھی اس کے بعد ذکر کیا اس سے بہت بڑی عظمت نماز کی ثابت ہوئی گو ایمان شرط نماز میں سے ہے مگر نماز کے بعد اسکے ذکر کی وجہ یہ ہے کہ ایمان کا اصل مقصد عبادت الٰہی ہے نبیوں کی مدد سے مراد ان کے دین کی مدد ہے۔ اور ان کی مدد یہ ہے کہ خود بھی اس دین پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی دیندار بنانے کی کوشش کرے، اسی کو کہیں خدا نے اپنی مدد فرمایا، کہیں اپنے نبیوں کی مدد قرار دیا۔

اس آیت سے نماز کا کفارۂ گناہ ہونا بھی معلوم ہوا جیسا کہ آیت ۲۴ میں بیان ہو چکا۔

کتاب الصلوٰۃ

مندرجہ بالا مضمون اسی کتاب سے ماخوذ ہے بیشک یہ کتاب نماز سے محبت پیدا کرنے میں مؤثر ثابت ہوئی ہے، کاغذ گلیز صفحات ۱۷۶ — مجلد قیمت دو روپے پچاس نئے پیسے

ملنے کا پتہ :— مکتبہ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ ۱

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

★ —— امۃ اللہ تسنیم

احسان کا بدلہ

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے ساتھ کوئی احسان کیا گیا اور وہ احسان کرنے والے کے سامنے جزاک اللہ خیرًا کہہ دے تو گویا اس نے احسان کرنے والے کی پوری ثنا کر دی (ترمذی)

اولاد کے حق میں بد دعا کی ممانعت

حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جانوں، مالوں اور اولاد کو بد دعا مت دو[۱] ایسا نہ ہو قبولیت کی ساعت ہو تو وہ تمہاری بد دعا قبول ہو جائے

مصیبت کے وقت کی دعا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنج اور مصیبت کے وقت یہ کلمات ادا فرماتے تھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ

ترجمہ :— اللہ بزرگ و بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بڑے عرش والے کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور عزت والے عرش کے مالک کے سوا کوئی معبود نہیں (بخاری و مسلم)

(۱) جیسے بعض لوگ غصہ میں آکر کہہ دیتے ہیں کہ تیرے ہاتھ ٹوٹیں تیرا ناس ہو وغیرہ۔

قبولیت یا اس کا بدل حضرت عبادہؓ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اسکی منھ مانگی مراد عطا فرماتا ہے اور اگر کسی مصلحت سے نہیں دیتا تو اسکی آنے والی مصیبت کو دور فرما دیتا ہے، مگر گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ ہو، ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو ہم بہت کچھ مانگ لیں گے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ عطا فرمانے والا ہے (ترمذی)

قبولیت کے موانع حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں، اگر جلدی نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ بندہ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ دعا گناہ کی اور قطع رحمی کی نہ ہو اور یہ کہ جلدی نہ کرے لوگوں نے عرض کیا کہ جلدی کیسی؟ فرمایا یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی، پھر تھک جائے اور چھوڑ دے۔

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا یا حضرت کون سے وقت دعا قبول ہوتی ہے فرمایا پچھلی رات کو اور ہر فرض نماز کے بعد (ترمذی)

سجدہ میں دعا حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے، سو تم سجدہ میں کثرت سے دعا کرو (مسلم)

لاکھوں سلام آپ پر

★ ——— شاکر الاسعدی

احمدِ مجتبیٰ ہیں آپ — مالکِ دوسرا ہیں آپ
مرکزِ التجا ہیں آپ — آپ ہیں شاہِ بحر و بر
لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

شاہدِ بزمِ کائنات — باعثِ نظمِ ممکنات
آپ ہیں رونقِ حیات — بعد خدا بزرگ تر
لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

آپ ہیں رحمتِ خدا — وجہِ سکونِ مبتلا
ذکرِ جمیل آپ کا — سارے جہاں سے خوب تر
لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

حور و ملک و انس و جاں　　بلبلِ شاخِ آشیاں
عرشیاں و فرشیاں　　کہتے ہیں سب بچشمِ تر

لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

جانِ وجود خاص و عام　　آپ ہیں رحمتِ تمام
میں بھی ہوں آپ کا غلام　　میری طرف بھی ہو نظر

لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

شاکرِ مبتلا ہوں میں　　مفلس و بے نوا ہوں میں
آپ کی خاکِ پا ہوں میں　　جانبِ حالِ من نگر

لاکھوں درود آپ پر
لاکھوں سلام آپ پر

زادِ سفر مکمل

ترجمہ: آمۃ اللہ تسنیم
مقدمہ: علامہ سید سلیمان ندویؒ

امام نووی کی مشہور حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، ضروری تشریحات کے ساتھ، پڑھنے والے کی آسانی کے لئے بغلی سرخیاں بھی ہیں،
قیمت مکمل مجلد، سات روپئے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ ۱

"عشرت باجی"

ولیہ نکہت ایم اے (الٰہ آباد)

یوں تو ہر مسلمان اہل ایمان ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی قوت ہر ایک میں یکساں نہیں ہوتی۔ مذہبی مباحث کرنے سے، محض گلدستۂ نصائح پیش کرنے سے یا مذہبی پروپیگنڈہ کرنے سے قوت ایمان کو پرکھا نہیں جا سکتا، جب تک کہ خود وہ شخص ان احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتا، جن کا وہ پرچار کر رہا ہے، انسانی فطرت اُسی شخص کے قول کو قبول کرنے پر آمادہ ہوتی ہے جو اس قول پر عمل بھی کر رہا ہو فی الحقیقت قول سے کہیں زیادہ عمل اثر انداز ہوتا ہے، انسانی فطرت از خود عمل نیک کی طرف رجوع کرتی ہے

جب میں نے ایل۔ ٹی کالج میں داخلہ لیا تو نماز میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ بن کر آئی، صبح دس بجے سے شام کو چار بجے تک کلاس ہوتے، صرف آدھ گھنٹہ کی درمیان میں فرصت ملتی، وہ آدھ گھنٹہ بھی کھانا کھانے اور تکان دُور کرنے میں گزر جاتا، دوسری وجہ یہ تھی کہ غیر مسلم لڑکیوں کی اکثریت۔ مجھے اپنی ایمانی کمزوری کا اعتراف ہے کہ میں غیر مسلم طالبات کے مذاق کا ہدف بننے کی جسارت، خود میں نہ پا سکی،

حالانکہ روزانہ جب گھر واپس آتی تو ضمیر مجھ کو برابر ملامت کرتا، اسی طرح ایک ماہ گزر گیا، میری بے چینی بڑھتی گئی۔

خوش قسمتی سے میری ایک دیرینہ سہیلی کی بڑی بہن عشرت عثمانی نے داخلہ لیا، انھوں نے مجھ سے نماز کی ادائیگی کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے سر جھکا لیا اور کہا:۔

"عشرت باجی لڑکیاں مذاق نہ اڑائیں گی"؟ میرے اس استفسار پر ان کی جبیں پر بل آ گئے۔

"ولیہ، خداوند تعالیٰ کی ناراضگی یہاں کے حقیر مذاق سے کہیں زیادہ اذیت ناک ہے، کہیں زیادہ دردناک ہے، ایسی جگہ جہاں غیر مسلموں کا بول بالا ہو نماز پڑھنا اور اسلامی احکام رائج کرنا ایمانی قوت کا ثبوت دینا ہے، ارے لڑکیاں کب تک مذاق اڑائیں گی؟ دیکھ لینا ایک دن عزت کی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گی"۔

پہلے دن انھوں نے نقاب بچھا کر ظہر کی نماز ادا کی، مجھ میں بھی اب جذبۂ ایمانی کی قوت عود کر آئی۔ ایک ماہ بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی، سبھی غیر مسلم طالبات حیرت سے نماز پڑھنا دیکھ رہی تھیں، کچھ منھ پھیر کر ہنسیں بھی، کچھ نے جملے کسے اور کچھ نے نگاہِ عزت سے دیکھا، میں اپنی اُس بے پایاں مسرت کا اظہار نہیں کر سکتی جو مجھے ادائیگی نماز سے ہوئی، مجھے محسوس ہوا جیسے میں نے بہت بڑی فتح پائی ہو، میرا دل عشرت باجی کے لئے خلوص و محبت، عظمت و عزت سے

لبریز ہو اُٹھا، آج بھی میں ان کے لئے بے انتہا عزت محسوس کرتی ہوں۔

ایک بار ایک معلمہ صاحبہ نے لیکچر دیتے ہوئے اسلام کے بارے میں کچھ دل شکن سی بات کہہ دی، وہ اس وقت اسلامی تاریخ پڑھا رہی تھیں، اس سے پہلے کہ ہم لوگ کچھ سمجھ سکیں وہ آگے بڑھ گئیں بعد میں جب کسی لڑکی نے ان کے ناپاک خیال کی تشریح کی تو عشرت باجی غضب ناک ہو اُٹھیں، انھوں نے اس لڑکی سے بگڑ کر کہا:

"تم نے اسلام کے خلاف سُنا اور بیٹھی رہ گئیں، خدا کی قسم اگر میں یہ بات سُن لیتی تو کلاس میں کھڑی ہو کر ان سے کہتی"۔ اپنی زبان سنبھالئے، مسلمان اپنی توہین برداشت کر سکتا ہے لیکن اسلام کی نہیں برداشت کرتا، مسلمان اسلام کی عزت کے لئے اپنا خون بہا دیتا ہے، خواہ آپ مجھے کالج سے نکال دیجئے لیکن میں توہین برداشت نہیں کر سکتی"۔

کوئی بھی کام ہوتا، اسلام کو پیش پیش رکھتیں، اگر کوئی غیر مسلم طالبہ کسی مسلمان لڑکی کے اخلاق اور ہمدردانہ برتاؤ سے خوش ہوتی تو وہ فوراً بولتیں:۔

"ہمارا مذہب اسلام سکھاتا ہے کہ تم دوسروں کی مدد کرو اور اچھے اخلاق سے پیش آؤ"۔

تعریف کی بات تو یہ ہے کہ اسلام سے محبت کے باوجود تعصب بالکل نہیں تھا، خندہ پیشانی سے غیر مسلم بہنوں کے ساتھ پیش آتیں انکی سیرت

اور ایمان دوستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان شریف میں سبھی مسلم طالبات نے نمازیں ادا کیں، جنھوں نے شاید زندگی میں ایک یا دو بار نماز پڑھی ہوگی، عشرت باجی

.. .. .. غلط بات پر فوراً ٹوکتیں، ایک بار ہیں ڈوپٹہ کے لئے کسی لڑکی کو ٹوکا اور کہا کہ یہ اسلامی حکم کے خلاف ہے اسے مت اوڑھو۔

کاش کالج کی سبھی طالبات اس واقعہ پر غور کریں، اپنے ایمان کا جائزہ لیں، عشرت باجی کوئی "ملائی" نہیں بلکہ وہ بھی یونیورسٹی کی طالبہ رہ چکی ہیں انھوں نے مغرب زدہ طالبات کے درمیان زندگی گزاری ہے، انھوں نے بھی فیشن پرستی دیکھی ہے اگر آج انکی امتیازی شان نہ ہوتی تو میں ان کا تذکرہ طالبات کے سبق کیلئے کیوں کرتی، اگر طالبات بیدار ہو جائیں تو سچ مچ ہمارا موجودہ معاشرہ اپنا ڈھانچہ بدل دے۔ ع

"جو ہو عزم تغیر کیوں نہ دور آسماں بدلے"۔ یہ میرا دعویٰ ہے کہ کالج گرل اپنے حسن اخلاق، ایمانی جذبات اور اچھے کردار کا اثر بہ نسبت غیر تعلیم یافتہ لڑکی کے زیادہ ڈال سکتی ہے، عام قیاس اور عام خیال کو طالبات غلط ثابت کر دیں کہ کالج کی لڑکیاں مذہب سے منحرف ہو جاتی ہیں، کوئی بھی انسان خواہ فیشن پرستی میں یا مغربی تقلید میں کتنی ہی دور نکل جائے لیکن ایمانی حرارت اور نیکی کی طرف جھکنے کی فطرت اسے ایسے انسان کی عزت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جو جادۂ اسلام کا راہی ہے جسکی زندگی نیکیوں کے ارد گرد گھوم رہی ہے وہ خود فریبی کا جال کب تک بنتا رہے گا، ایک دن ایسا آئے گا — اور ضرور آئے گا جب یہ جال جل اٹھیں گے اور ایمانی قوت متلاطم ہو اٹھے گی خواہ خدا تعالیٰ اچانک اس کے دل کو متغیر کر دے یا وہ ٹھوکریں کھا کر سنبھلے بہر کیف ایک دن یہ دنیا حقیقت کا اعتراف کرے گی۔

محمد یونس نگرامی

جائز آزادی

آج کی مہذب دنیا کا مطالبہ ہے کہ جب تک عورت بھی مردوں کے دوش بہ دوش کھڑی ہو کر کام نہ کرے گی، اس وقت تک ملک اور قوم کی ترقی نہیں ہو سکتی ہے، صنف نازک کو بھی ملکی ذمہ داریوں کو سنبھالنا چاہیئے کیونکہ زمانہ اب ترقی کر چکا ہے اور پرانے زمانہ کی تاریکی کو چاک کرنا ہے یہ مطالبہ کسی نہ کسی حد تک صحیح ضرور ہے لیکن ان مطالبات کی ذمہ دار وہی قومیں ہیں جن کی صنف نازک کی تاریخ اسلامی خواتین کی تاریخ سے الگ ہے۔

اسلام کی گزشتہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ان خواتین نے اپنے شرعی حدود میں رہ کر دنیا کی ترقی میں وہ پارٹ ادا کیا ہے جو دوسری قوموں کی تاریخ میں مشکل ہی سے مل سکتی ہے۔

اسلام سے پہلے دنیا کی ترقی صرف مرد کی اخلاقی اور دماغی قوتوں کی کرشمہ تھی، ہندستان، یونان، ایران، مصر، بابل دنیا کے بڑے مراکز تھے لیکن ان تمدنوں کی بنیادوں میں صنف نازک کی کوششوں کا کہیں پتہ نہیں ہے، کیونکہ مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ رہا اس کو اپنے گھر کا اثاثہ سمجھتا تھا، یونان اس کو شیطان کہتا ہے تو رات کی رو سے وہ ابدی لعنت کی مستحق ہے۔ کلیسا اس کو باغ انسانیت کا کانٹا سمجھتا ہے

یورپ میں اس کو خدائی درجہ حاصل ہے، قومی تاریخ سے ہٹ کر اگر مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو نظر آئے گا کہ اس سلسلہ میں بھی عورت کی مساعی کا کچھ دخل نہیں ہے۔ مصر حضرت آسیہ کا نام لے سکتا ہے۔ ہندستان متعدد عفت مآب خواتین کو آگے بڑھائے گا، جنگی اعتبار سے یورپ کا گولڈن ڈیڈس چند جنگ جو خواتین کو پیش کر سکتا ہے، لیکن کیا ان خواتین سے تہذیب و تمدن کا قدم کچھ بھی آگے بڑھا ہے۔ اس کا جواب تاریخ نفی میں دیتی ہے لیکن جب ہماری نظر اسلامی تاریخ پر جاتی ہے تو صحابیات کا طبقہ سامنے آتا ہے جنھوں نے اسلامی دائرہ میں رہ کر دینی، سیاسی، علمی اور صنعتی کارنامے انجام دئے ہیں اور باغ تمدن کو اپنی کوششوں اور آب یاری سے لبریز کیا ہے۔

حضرت شفار بن عبداللہ حد درجہ صائب الرائے تھیں، حتی کہ حضرت عمرؓ بھی ان سے مشورہ لیتے تھے، کبھی کبھی حضرت عمرؓ ان کے ذمہ بازار کا انتظام بھی سپرد فرما دیا کرتے تھے، قریش نے جب نبی کریمؐ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت رقیہ نے اس کی اطلاع حضورؐ کو دی تھی۔

عورت کے سیاسی اختیارات بھی بہت وسیع ہیں، فتح مکہ میں ام ہانی نے ایک مشرک کو پناہ دی تو حضورؐ نے فرمایا کہ جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے بھی پناہ دی، اسلامی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ میں صحابیات ممتاز درجہ رکھتی تھیں، خصوصاً تفسیر میں حضرت عائشہؓ کا مرتبہ بہت بلند ہے، مسلم کے آخر میں ان کی تفسیر کا ایک بڑا حصہ منقول ہے۔ ام سعدؓ قرآن مجید کا درس

بھی دیتی تھیں، فن حدیث میں صحابیات کمال رکھتی تھیں، محدثین نے حضرت عائشہ کی روایات ۲۲۱۰، دو ہزار دو سو دس تک گنائی ہیں، ام سلمہؓ کی روایات تین سو اٹھتر (۳۷۸) تک ہیں، ان صحابیات کے علاوہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، ام ہانی، فاطمہ بنت قیس، ام عطیہ وغیرہ بھی شامل ہیں،

میدان جنگ میں بھی صحابیات کی خدمات تاریخ اسلام کا ایک روشن باب ہے، یہ صحابیات زخمیوں کو پانی پلاتیں، ان کی مرہم پٹی کرتیں، مقتولوں اور زخمیوں کو میدان جنگ سے دور کرتیں، تیر اٹھا کر دیتیں، کھانا پکانے کا انتظام کرتیں، شہیدوں کے لئے قبر تیار کرتیں، الغرض جس قدر ان صحابیات سے بن پڑتا، اپنی خدمات سے قوم کو فائدہ پہنچاتی تھیں، صنعتی میدان میں بھی صحابیات کپڑے بنا کرتی تھیں جو ان کے پورے خاندان کے لئے کافی ہوتا تھا، حضرت خدیجہؓ کی تجارت مکہ سے شام تک پھیلی ہوئی تھیں، بعض صحابیات عطر کی بھی تجارت کرتی تھیں، حضرت سودہؓ طائف کی کھالیں درست کر کے ان کو دباغت دیتیں، حضرت زینب بھی کوئی دستکاری کا کام کرتی تھیں

اجتماعی زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں ہے جن میں ان صحابیات نے بعد میں آنے والی مومنات کے لئے نمونہ نہ چھوڑا ہو، ان صحابیات کے کارنامے جہاں ایک طرف اسلامی تعلیمات کی وسیع النظری کا ثبوت ہیں، تو دوسری طرف تہذیب و تمدن کے لئے خواتین کے لئے مشعل راہ ہیں، بشرطیکہ اسلامی حدود میں رہ کر یہ خدمات انجام دی جائیں، جب بھی

عورت کو شمع انجمن بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کو حد ود سے آگے بڑھایا گیا ہے تو بہت ہی دردناک مناظر سامنے آئے ہیں، اسکی تازہ مثال موجودہ یورپ ہے جو اپنی تمام ترقیات کے باوجود اخلاقی اعتبار سے کھوکھلا ہو چکا ہے۔

موجودہ تمدن کی ناہمواری اسی وقت دُور ہو سکتی ہے جب کہ عورت کو اسکی جائز آزادی دے کر کام کرنے کا موقع دیا جائے۔

لیکن جائز آزادی کیا ہے؟ اس کی تشریح اسلامی قوانین کے علاوہ کیا کوئی اور کر سکتا ہے؟

ڈاکٹر اقبال مرحوم تو تمام بیماریوں کی ایک ہی دوا بتلا گئے ہیں۔

علاج اس کا وہی آب نشاط انگیز ہے ساقی

مکاتیب یورپ

:.. مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

۱۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو اسلامک سنٹر (جنیوا) کی دعوت پر جنیوا تشریف لے گئے اور یورپ کے مختلف ملکوں کا دورہ کیا، ان شہروں میں لندن، پیرس، گلاسکو، جنیوا، برن اور اسپین کے شہر قابل ذکر ہیں، اس سفر کے دوران مولانائے محترم نے اپنے عزیزوں اور دوستوں کو مختلف خطوط بھیجے، ان خطوط میں ان ملکوں کی دینی، اخلاقی، تاریخی اور تمدنی حالت پر سیر حاصل تبصرہ ہے، وہاں کے علمی اداروں، مشہور شخصیتوں اور قابل دید آثار و مقامات کا تذکرہ شامل ہے ---------- قیمت ایک روپیہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷۔ گوئن روڈ لکھنؤ

ریحانہ ضیا

سفر آخرت

یوں تو دنیا کے اندر ہر شخص کو کبھی کبھی اور بعض لوگوں کو اکثر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے سفر کرنے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور اس سفر کے آرام کے لئے بہت سے انتظامات پہلے سے کرنے ہوتے ہیں۔ مثلاً ناشتہ تیار کرنا، بستر ساتھ رکھنا، ٹکٹ لینا اور سیٹ کا ریزرویشن کرانا وغیرہ اور یہ سب کام صرف اپنے آرام کی خاطر اور تکلیف سے بچنے کیلئے ہوتے ہیں تاکہ دوران سفر میں اور منزل مقصود تک پہنچنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

لیکن شاید ہم اپنی غفلت کی زندگی گزارنے کی بنا پر آج تک اس سفر کی تیاری کرنے کی فکر نہیں کرتے جس کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے کہ کب ہمارا پیمانۂ حیات لبریز ہو جائے اور کس لمحہ میں ہمارا سفر آخرت شروع ہو جائے۔ جس کا ہمیں خود یقین ہے جس کی مثالیں شب و روز ہماری نگاہوں کے سامنے سے گزرتی ہیں۔ کل ہم نے جس سے ملاقات کی تھی اور بظاہر وہ بالکل تندرست تھا، آج اس کا اچانک انتقال ہو گیا، کسی کو امید بھی نہ تھی کہ ایسا آدمی بغیر بستر مرگ پر پڑے چند منٹ کے اندر اندر داعئ اجل کو اس طرح لبیک کہہ کر بستر خاکی پہ ابدی نیند جا سوئے گا، لیکن افسوس صد افسوس ہو ہماری

غافل زندگی پر جو وقت کے دھارے کے ساتھ ساتھ اس سفر کی تیاری سے بے خبری میں گزر رہی ہے لیکن شاید ہی کبھی سوچا ہو کہ جب ہم دنیا کے معمولی سے سفر کے لئے بہت پہلے سے انتظام کرتے ہیں تو اس آخرت کے سفر کے لئے تو ہمیں زندگی کے ہر ہر قدم پر تیار رہنا چاہیئے، وہاں کے سفر کے لئے نہ ناشتہ کی ضرورت ہے نہ بستر کی نہ ٹکٹ کی، صرف نیک اعمال جو دنیا میں رہ کر ہم نے کئے ہوں گے وہاں کام آئیں گے نہ اس دنیا کی مال و دولت نہ عزیز و اقارب وہاں مدد کریں گے جن کے ساتھ دنیا کے اندر ہم نے اپنی زندگی گزاری ہوگی اور جن چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے وقت لگایا ہوگا سب بے سود ثابت ہوں گے، ہاں اگر کسی نیک شخص نے دنیا میں اپنی زندگی آخرت کے سفر کی فکر اور انتظام میں بسر کی یعنی خدا تعالیٰ کے حکم کی پیروی کی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق اپنی زندگی کو بنایا، غریبوں کی مدد کی اور ہر ایک کے ساتھ اخلاق اور اخلاص کے ساتھ ساتھ تعلق قائم رکھا، غرض جو کام کیا وہ اپنے مالک حقیقی کی رضا اور خوشنودی کے مطابق کیا تو دنیا میں بھی اس کے لئے وسعت ہے اور آخرت کے لئے بھی، وہ ہر وقت اس طرح تیار رہے گا جیسے دنیا کے سفر پر روانہ ہوتے وقت کوئی پورے انتظام کے ساتھ مطمئن ہو کر ریل کے ریزرو کمپارٹ میں سوار ہوتا ہے۔

گزشتہ ہفتہ "صدق جدید" کے پرچہ میں محسن ملت جناب سید صدیق حسن صاحب مرحوم کی اچانک موت کے حالات پڑھ کر

انتہائی عبرت حاصل ہوتی ہے اس کے علاوہ گزشتہ سال خود میرے بڑے بھائی جنھوں نے ندوۃ العلماء لکھنؤ سے حفظ قرآن سے فراغت حاصل کر کے مدرسہ فرقانیہ سے قرارت کی سند لی، اس کے چند ماہ بعد اچانک دریا میں تیرتے ہوئے ڈوب گئے اور ہم سب کو تڑپتا چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

ان اچانک حوادث سے ہم سب کو عبرت حاصل کر کے خدا سے دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس سفر کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں جس کے اوپر ہمارے ابدی آرام و راحت کا انحصار ہے۔ آمین،

شرق اوسط میں کیا دیکھا؟

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے حجاز، مصر اور شرق اوسط کے دوسرے شہروں کی سیر کی تو وہ اپنے ان بھائیوں کو نہ بھول سکے جو وہاں نہیں جا سکتے اس لئے انھوں نے جو کچھ وہاں دیکھا اور محسوس کیا اسے ان کے لئے قلمبند کر لیا۔ اس کتاب سے ممالک اسلامیہ کی دینی، اخلاقی اور تعلیمی حالت، ادبی اور علمی ترقیوں کا اندازہ ہوگا، بہت سی اہم شخصیتوں اور تعلیمی و سیاسی اداروں کا تعارف ہوگا زبان سنجیدہ شگفتہ، انداز بیان بہت ہی دلچسپ، مجلد خوبصورت سرورق قیمت عہ

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ ۱

محمد عبدالقیوم

توبہ

گناہ کس سے نہیں ہوتا مگر مومن کی شان یہ ہے کہ جب کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ کرلے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلّ بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون، تم سب کے سب خطاکار ہو، لہذا غلطی اور لغزش تو ہر کسی سے ہوگی اور ہوتی رہے گی لیکن ان خطاکاروں میں سب سے بہتر وہ ہے جو سچے دل سے توبہ کرلے اور دوبارہ گناہ کے ارتکاب کا ارادہ نہ کرے،

بڑے سے بڑا گناہ توبہ کرنے سے معاف ہوجاتا ہے لیکن چھوٹے گناہ کو اگر معمولی سمجھا جائے اور اُس پر اصرار کیا جائے تو وہ بڑا گناہ بن جاتا ہے اور ایمان وعمل صالح کو ضائع وبرباد کردیتا ہے۔ گناہ بالکل مرض کی طرح ہے، اگر بڑے سے بڑا مرض ہو اور فوراً علاج کی طرف توجہ کردی جائے تو جلد ہی شفا حاصل ہوجائے گی لیکن معمولی مرض کی طرف سے جب مسلسل غفلت اور لاپرواہی برتی جاتی ہے تو وہ ایک مہلک اور لاعلاج مرض بن جاتا ہے، یا گناہ پھر آگ کی طرح ہے جس طرح زیادہ آگ مکان کو جلا سکتی ہے اسی طرح آگ کی ایک چنگاری بھی جلا سکتی ہے، لہذا کسی گناہ کو معمولی سمجھنا بہت بڑی بے وقوفی ہے، کیونکہ وہ بھی دین وایمان کے محل کو جلاکر خاک بنا سکتی ہے، لہذا گناہ کی آگ ہو یا چنگاری اس کو ندامت اور شرمندگی

کے آنسو سے فوراً بجھا دینا چاہیئے

حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب پر ایک سیاہ دھبہ پڑجاتا ہے، پھر اگر وہ توبہ کرلیتا ہے تو اس کا قلب پہلے کی طرح پھر آئینہ ہوجاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا بلکہ برابر گناہ کیے جاتا ہے تو یکے بعد دیگرے مسلسل دھبے پڑتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ قلب بالکل سیاہ ہوجاتا ہے اور اس میں سختی وقساوت پیدا ہوجاتی ہے، گناہ کی بُرائی اس کے دل سے ختم ہوجاتی ہے اور توبہ کی توفیق بھی سلب ہوجاتی ہے، اس لئے کسی گناہ کو معمولی سمجھنا اور توبہ میں تساہلی کرنا نہایت خطرناک ہے۔

توبہ کرنے کے بعد انسان گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوجاتا ہے "التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ" گناہ سے توبہ کرنے والا اس طرح ہوجاتا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كيوم ولدته امّه، گناہ سے توبہ کرنے والا اس دن کی طرح ہوجاتا ہے جس دن کہ اس کو اسکی ماں نے جنا تھا اور وہ معصوم تھا،

اللہ جل شانہ توّابٌ رّحیم ہے، توبہ قبول کرنے اور مہربانی فرمانے کے لئے ہر وقت آمادہ اور تیار رہتے ہیں۔ جب کوئی فاسق وفاجر بندہ الحاح واصرار کے ساتھ معبود حقیقی کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہے اور معافی چاہتا ہے، رُوتا ہے، گڑگڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے اللہ میرے گناہوں کا بخشنے والا میری خطاؤں سے درگزر کرنے والا تیرے سوا کوئی نہیں۔ اگر تو نے اپنی بارگاہ

مجھے بھگا دیا تو میرے لئے کوئی دوسرا سہارا اور جائے پناہ نہیں اور پروردگار میں بغیر پروانہ عفو حاصل کئے یہاں سے جا نہیں سکتا، اللہ جل شانہ کا دریائے رحمت جوش میں آجاتا ہے اور فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ میں اس بندہ سے شرماتا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تیرے سوا میرا اور کوئی وسیلہ نہیں

جب اللہ تبارک و تعالیٰ توبہ کرنے والوں کے ساتھ اس درجہ مہربان ہیں، پھر بھی اگر ہم گناہوں سے توبہ نہ کریں اور مغفرت نامہ حاصل نہ کریں، قلب کی سیاہی کو نہ مٹائیں تو ہم سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا،

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ توبہ کرنے کے بعد پھر توبہ ٹوٹ جاتی ہے اور گناہ ہو جاتا ہے تو شیطان دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اب توبہ کرنے سے کیا فائدہ، جب اس پر قائم نہیں رہ سکتے، یہ شیطان کا بہت بڑا فریب اور داؤ ہے، اسی طرح توبہ کا راستہ روک دیتا ہے اس کے بہکانے میں ہرگز نہیں آنا چاہیئے، یہ سوچنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے گناہوں سے کہیں زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّ رحمتی واسعۃ کلّ شئ میری رحمت ہر چیز کو محیط ہے، لہٰذا اسکی رحمت سے مایوسی کفر ہے۔

ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

آیئے ہم آج سچے دل سے عزم کریں کہ ہم سے جب بھی کوئی لغزش باقتضائے بشریت ہو جائے گی تو فوراً سچے دل سے توبہ کر کے آخرت کی ذلت و رسوائی سے نجات حاصل کریں گے۔

آیۃ اللہ تسنیم

تری ذات وحدہٗ لاشریک

تری حمد ہو مجھ سے کیا بیاں، تری ذات وحدہٗ لاشریک
ترا ذکر راحتِ قلب و جاں، تری ذات وحدہٗ لاشریک

تری حمد پوری محال ہے جو کہوں، تو خام و خیال ہے
تو خود آپ اپنی مثال ہے تری ذات وحدہٗ لاشریک

تری ذات اعلیٰ صفات ہے ترا نام آبِ حیات ہے
ترے کام میں اپنی نجات ہے۔ تری ذات وحدہٗ لاشریک

نہ نگاہِ ظن تجھے پا سکے، نہ خیال ہی میں تو آسکے
وہ ہے کون؟ تاب جو لا سکے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

ترا جلوہ شمس و قمر میں ہے، ترا جلوہ لعل و گہر میں ہے
ترا جلوہ قلب و نظر میں ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

ترا ذکر کیسا عزیز ہے، تری یاد کتنی لذیذ ہے
ترا نام خود ہی عزیز ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

ہے جہاں میں تیرا ہی رنگ و بو، ہے بساطِ خیال میں تو ہی تو
ہے زبان و قلب پہ ذکر ہو، تری ذات وحدہٗ لاشریک

ترے حکم سے باغ ہرا ہوا، ترے حکم سے بن ہے کھلا ہوا
ہیں چہکتی بلبلِ خوشنوا، تری ذات وحدہٗ لاشریک

تو خبیر ہے تو علیم ہے تو لطیف ہے تو کریم ہے،
تو رؤف ہے تو رحیم ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

تو سمیع ہے اور بصیر ہے تو مجیب ربِّ قدیر ہے
تو علی ہے اور کبیر ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

تو مربی اور کفیل ہے تو شفیق و رفیق و وکیل ہے
ترا اسمِ پاک جلیل ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

جسے چاہا کر دیا مستند، جسے چاہا کر دیا ارجمند
تری شان کتنی ہے بلند، تری ذات وحدہٗ لاشریک

کوئی شاہ کوئی وزیر ہے، کوئی در کا مارا فقیر ہے،
کوئی سربلند کوئی حقیر ہے، تری ذات وحدہٗ لاشریک

کوئی تندرست کوئی ہے مریض کوئی ہے غنی کوئی ہے حریص
کوئی ہے گدا، کوئی ہے رئیس، تری ذات وحدہٗ لاشریک

کوئی پیدا ہوا کوئی مر گیا، کوئی آیا یہاں، کوئی چل دیا
ترے ایک اشارے میں سب ہوا، تری ذات وحدہٗ لاشریک

کوئی عابد و زاہد و پارسا، کوئی برگزیدہ ولی ہوا
کوئی عشق میں تیرے فنا ہوا، تری ذات وحدہٗ لاشریک

کوئی فسق و فجور میں مبتلا، کوئی کفر ہی میں جیا مرا
ہے سبھی کا ٹھکانا جدا جدا تری ذات وحدہٗ لاشریک

یہ جو چند شعر ہوئے ادا، اسے شرف قبولیت ہو عطا
ہے تسنیم کا یہی مدعا، تری ذات وحدہٗ لاشریک

گزشتہ سے پیوستہ

ترجمہ و تلخیص سعید الاعظمی ندوی

حلیمہ آپا

امریکہ کی ایک مسلمان عورت کی داستان

حلیمہ آپا نے اپنی داستان یوں شروع کی

میں ایک ایسے عیسائی خاندان میں پیدا ہوئی جو اپنے مذہبی معاملات کا بہت سخت پابند تھا، میری ماں کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی کہ وہ مجھے اپنے ساتھ گرجا جاتے ہوئے لے جائے۔ وہ گرجا بہت پابندی سے جایا کرتی تھی، ان دنوں میری جوانی کا بالکل آغاز تھا، لیکن اس کے باوجود میں اپنی ماں کے عقیدہ سے ہم آہنگ نہ ہو سکی۔ گرجا کے وعظ مجھے ذرا بھی پسند نہ آتے، نہ ان میں میرے لئے کوئی جاذبیت تھی، میرے تحت الشعور میں اللہ کا اعتقاد اور اس کی بے پناہ طاقت کا یقین پنہاں تھا، میں جب نماز پڑھنے کھڑی ہوتی تھی تو میرے دل سے یہ دعا نکلتی "اے میرے اللہ مجھے وہ نور عطا کر دے جس کو میں اپنے اس تاریک گھر میں پانے سے قاصر ہوں"۔

ایک دن کا واقعہ ہے مجھے بخار آ گیا تھا اور میں تنہا اپنے کمرے

میں بند، بستر میں لپٹی ہوئی پڑی تھی کہ اچانک مجھے اللہ تعالیٰ کا خیال آیا، کائنات کا پالنہار خدا میرے تصور کی دنیا میں سما گیا، میں سوچنے لگی اور ایک بے پناہ گہری سوچ میں ڈوب گئی، پھر یکایک میرا سلسلۂ خیال ٹوٹا تو میری زبان پر یہ دعا جاری تھی، "اے اللہ مجھے وہ روشنی دکھا دے جس سے محروم ہوں" ـــــ اس کے بعد ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا، جس پر آپ مشکل ہی سے یقین کر سکیں گے، میں نے دیکھا کہ کمرے کی چھت دو حصوں میں پھٹ گئی اور فرشتوں کی ایک جماعت جنکے آگے سب سے بڑا فرشتہ تھا آسمان سے اتر رہی ہے۔

اس کے بعد حلیمہ آپا نے فرشتوں کا منظر، ان کے لباس اور شکل و صورت کی جو تعریف بیان کی وہ اس وقت بالکل یاد نہیں ہے، صرف اتنا یاد رہ گیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ بڑے فرشتہ نے ایک ترانہ شروع کیا اور بقیہ فرشتے اس کے ساتھ ساتھ ترانے میں شریک ہو گئے، ترانہ یہ تھا،

لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ان کی آسمانی آواز اب تک میرے کانوں میں گونج رہی ہے، میں نے خالص امریکی تال و سُر میں فرشتوں کے اس نغمہ کو لکھ لیا جو میرے لئے ایک زندۂ جاوید تحفہ تھا، اگرچہ میں اسکی تشریح کرنے سے قاصر ہوں، پھر میں نے اپنی والدہ کو پکارا، اماں!... ... اماں!!

میرا پکارنا تھا کہ فرشتے اچانک غائب ہو گئے اور ہر چیز اپنی اصلی حالت پر عود کر آئی، میری ماں آواز سنتے ہی پاس والے کمرہ سے دوڑتی

ہوئی آئیں، میں نے ان کو اپنا یہ واقعہ نہایت گرمجوشی اور مسرت کے ساتھ سنایا، لیکن انھوں نے اس کو خیالات اور ہذیان سے تعبیر کیا، حالانکہ میں نے ان سے پورے وثوق سے یہ بتایا کہ میں اس وقت بالکل ہوش و حواس کی حالت میں تھی اور میں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

بہر حال یہ ترانہ میرے دل کے اندر سما گیا اور اس کا بھلانا میرے لئے بہت مشکل ہو گیا، کتنی بار تو ایسا ہوا کہ اس کو پڑھ کر میرے دل کو وہی سکون و اطمینان نصیب ہوا جو فرشتوں سے سن کر ہوا تھا، حالانکہ میں اس کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھی۔

بالآخر اس واقعہ کے چند سال بعد میں ایک بس میں چند مسافروں کے ساتھ سفر کر رہی تھی اور ان سے اپنا یہ عجیب و غریب واقعہ بیان کر رہی تھی کہ اچانک ان میں سے ایک شخص اپنی سیٹ سے اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ یہ بہت مبارک قصہ ہے، اور یہی ترانہ تو اسلام کا شعار ہے، بلاشبہ فرشتوں نے تم کو وہ روشنی دکھائی جس کے دیکھنے کی تم کو انتہائی تمنا تھی۔

بعد میں مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص مسلمان ہے، اس نے مجھے اسلام کی باتیں معلوم کرنے کے لئے ضروری لٹریچر حاصل کرنے کا پتہ بتایا، اسی کے بعد سے میں اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے لگی اور اسلامی عقیدہ اور عبادتوں پر پوری پابندی کرنے لگی اور ہمیشہ میری یہی کوشش رہی کہ موجودہ حالات میں بھی اسلام اور اس کی تعلیمات کی پوری طرح پابند رہوں۔

حلیمہ آپا نے اپنا قصہ ان الفاظ پر ختم کیا:-

"برائے مہربانی آپ مسلمانوں کو بتا دیجئے کہ اگر وہ اللہ کے راستے پر چلنے سے گریز کریں گے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پڑے ہوئے اس کے لاکھوں مشتاق بندوں تک توحید کا کلمہ نہیں پہنچائیں گے تو اللہ کے ہاتھ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ اپنا نور جس بندے کو چاہے عطا کر دے اور اس کے لئے ایسے وسائل اختیار کرے جن کو کوئی نہ جان سکے۔"

حلیمہ آپا کے اس قصہ پر کوئی تبصرہ کرنے کے بجائے، میں قرآن کی اس آیت کی طرف توجہ مبذول کراؤں گا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ

(سورہ مائدہ)

بچوں کی
قصص الانبیاء

اب سے کئی سال پہلے بچوں کی قصص الانبیاء کے الگ الگ حصے طبع ہوئے تھے جن میں ہر ایک حصہ میں ایک نبی کے حالات پر مشتمل تھا اب یکجا کئی کئی انبیاء کے حالات پر مشتمل بڑے حصے شائع ہو گئے ہیں سردست دو حصے طبع ہوئے ہیں جن میں مندرجہ ذیل ترتیب کے لحاظ سے انبیاء کرام کے واقعات درج ہیں۔

حصہ اوّل:- اس میں حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح علیہم السلام کے سچے اور مؤثر واقعات و حالات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

حصہ دوم:- اس میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت شعیب علیہم السلام کے واقعات درج ہیں۔ قیمت ایک روپیہ بیس نئے پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۰ گوئن روڈ، لکھنؤ ۱

ایک عبرتناک واقعہ

اجتبا حسینی

آج شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا ہو جو یورپی تہذیب سے متاثر یا ملوث نہ ہوا ہو اگر کوئی خاندان سمٹ سمٹا کر اپنے کو بہت سی سماجی برائیوں اور نیرنگیوں سے محفوظ کر لے گیا ہے تو یہ اسکی کرامت سمجھی جائے گی لیکن آئندہ نسل کے لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں تک اپنی روایات اور اخلاقی اقدار پر قائم رہ سکے گی۔

یورپ نے مشرق پر اپنے سیاسی و معاشی اقتدار کو طاقت اور قوت ہی کے ذریعہ نہیں حاصل کیا بلکہ اسکی سب سے زیادہ جاذب نظر اور دلکش چیز اس کی مادی تہذیب اور سحر انگیز فلسفۂ زندگی تھا، معاشرت اور ماحول کو رنگا رنگ دلفریبیوں اور تفریحی کھیل تماشوں میں تبدیل کر کے سفید و سیاہ کا مالک بن بیٹھا، نئے نئے طرز کے ڈرامے، آرٹ، تصویر، سینما، عریاں رقص و سرود کے ہر شہر و ملک میں جال بچھا دیے، شروع شروع میں بہت سے غیرت مند اور سنجیدہ طبقوں نے صدائے احتجاج بلند کی لیکن کچھ عرصہ کے بعد یہ آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی، شاذ و نادر کوئی خاندان یا بستی ایسی نظر آتی ہے جو ان چیزوں سے اب تک ملوث نہیں ہوئی لیکن آخر کب تک؟ اور کیا ہم اس سلسلہ میں کوئی مثبت اقدام کر رہے ہیں جو اس سیلاب کو روک سکے؟ اس سلسلہ میں ایک عبرتناک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے اس ہمہ گیر فتنے کا اندازہ کیا جا سکتا ہے چند سال پہلے ایک خالص مسلمان ملک کے ریڈیو اسٹیشن سے ایک انتہائی فحش گانا نشر ہوا اور وہ جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں

پھیل گیا، کچھ غیرت مند اور حساس دیندار نوجوانوں نے اس کے بند کرانے کی کوشش کی لیکن ان کی کوشش بار آور نہ ہوئی، آخر میں وہ سب سے قابل احترام سربرآوردہ شخص جو اپنی دینداری اور دینی غیرت اور مختلف خدمات کی وجہ سے قوم وحکومت میں بڑا اثر ورسوخ رکھتے تھے، ان کے پاس یہ مطالبہ لے کر گئے کہ اس گانے پر پابندی لگا دی جائے، ان صاحب نے ان نوجوانوں کا پُرتپاک خیر مقدم اور آنے کا سبب دریافت کیا، انھوں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس کا ان بزرگ نے یہ جواب دیا کہ بھئی! یہ تو فتنہ اور شر کا زمانہ ہے اس میں ہر شخص اپنے نفس اور گھر والوں کی ذمہ داری سنبھالے اور اس کی سخت نگرانی کرے کہ یہ گندی تہذیب اسکے گھر کی دیوار نہ پھاند سکے اور میں نے تو اس کا انتظام کر لیا ہے اور میرا گھر بحمداللہ اس سے محفوظ ہے، اتنے میں اسی کمرہ کا اندرونی دروازہ جس میں یہ لوگ بیٹھے تھے ایک زوردار دھکے سے کھلا اور اسکے ساتھ ہی ان کی ایک نوعمر بچی گری اور اسکی زبان سے پہلا جملہ جو ان نوجوانوں نے سنا وہی گانا تھا جس کے بند کرانے کے لئے ان بزرگ کے پاس وہ لوگ حاضر ہوئے تھے!

یہ ایک واقعہ ہے شاید آپ اسے سرسری طور پر پڑھ کر اظہار افسوس کر لیں لیکن ہے بڑا عبرت ناک واقعہ، صرف یہی ایک نہیں بلکہ اس طرح کے واقعات سے ہم روزانہ دوچار ہوتے ہیں، ہمیں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے کہ کیا ہم بھی اسی طرح مطمئن تو نہیں ہیں اور فتنے چور دروازوں سے داخل ہوتے جا رہے ہیں۔

(ماخوذ)

ساس بھی ایک ماں ہے

زمانہ تیزی سے بدل رہا ہے، دنیا بھر کے تصورات بدل گئے لیکن نہ بدلا تو ساس کا ڈر، ساس عالمگیر مصیبت ٹھہری، ساس کا جھگڑا بہو کے ساتھ عام مسئلہ بن گیا ہے، سب نے ساس کو ہوّا بنا رکھا ہے سب کے دل ودماغ پر وہ مسلط ہے، کسی کو خیال نہیں آتا کہ وہ بھی ہماری اور آپ کی طرح ایک عورت ہے، ایک ماں ہے، شفقت اس کا سرمایہ ہے، وہ اسے بہو پر نچھاور کرنے کے لئے ہر دم آمادہ ہے۔ وہی تو ہے جو بہو کے شوہر کو اس دنیا میں لانے کے لئے ذمہ دار ہے، جس نے راتوں کی نیند حرام کر کے اس کو پالا پوسا اور بڑا کیا، جب بہو شوہر کو اپنا کہہ سکتی ہے، اسے اپنا سمجھتی ہے تو اسکی ماں نے کیا قصور کیا ہے!

ساس بہو کے جھگڑوں کا قصہ بہت پرانا ہو چلا ہے لیکن اسکو نیا بنانے والے اور تازہ رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو وقتاً فوقتاً اس چنگاری کو ہوا دیتے رہے اور مشورہ دینے اور صلح صفائی کرانے کی بجائے ان جھگڑوں کو نمک مرچ لگا کر بیان کرتے رہے ہیں، پڑھنے والوں نے پڑھا اور سننے والوں نے سنا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دل اس

محبت بھرے رشتہ کو بھی قبول کرنے سے گریز کرتا رہا

ہر لڑکی اگر آج یہ سوچ لے کہ کل اس کو بھی ساس بننا ہے تو قصہ ختم ہو جائے بلکہ سرے سے شروع ہی نہ ہو، جو رویہ بہو چاہتی ہے اس کی آنے والی بہو روا رکھے، وہی انداز بہو کو آج اپنی ساس کے ساتھ برتنا چاہیئے، پھر یہ دلچسپ شکایت بھی سننے کو نہ ملے گی۔ جب میں بہو تھی تو مجھے اچھی ساس نہ ملی، اب میں ساس ہوں تو اچھی بہو سے واسطہ نہ پڑا۔

ہر ماں دعا مانگتی ہے کہ بیٹے کا سہرا اس کے سامنے ہو، اس کا بسا ہوا گھر دیکھ لے، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ بیٹے کا رشتہ آتے ہی بہو سے جلنے لگے، اس نے دعا مانگ مانگ کر یہ دن پایا ہے، اس لئے یہ درست نہیں کہ ساس اپنی بہو سے جلتی ہے، یہ تو بس اسی وقت ممکن ہے جب اس کا اپنا لڑکا بالکل بیوی ہی کا مرید بن جائے اور ماں کی پروا بالکل نہ کرے۔ وہ بھی آخر ماں ہے وہ کس طرح برداشت کرے کہ لڑکا بے تعلقی سے اس کے کمرے کے آگے سے اس طرح سے گزر جائے جیسے اس سے کوئی رشتہ ہی نہ ہو، بہو کو تو یہ حق ہو گیا کہ اس کے لڑکے کو اپنا شوہر کہہ کر پکار لے، اس بیچاری نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ اپنے لڑکے کو بیٹا کہہ کر نہ بلا سکے، یہ وہی ماں ہے جو اپنے جیون بھر کا اثاثہ اٹھا کر بہو کو سونپ دیتی ہے کہ لو اب تم اسکی مالک ہو، اس پر بھی اگر بہو ماں کے لختِ جگر کو علیحدہ کرانے پر تلی ہو تو قصور بہو کا ہے یا ساس کا؟ پھر بھی

الزام اس ساس ہی پر آئے گا جس کے بیٹے کو بہو چھین لے، جس کے لئے اس نے اپنا سکھ چین تیاگ دیا تھا۔

میں نے ایک نہیں، کئی گھرانے ایسے دیکھے ہیں جہاں ساس پر بہو کو اور بہو پر ساس کو جان چھڑکتے دیکھا ہے۔ واقعی اس گھر میں اور جنت میں کوئی فرق نہیں۔ ایک گھرانے میں تو میں نے ساس اور سسر کو بہو کا اتنا خیال رکھتے دیکھا کہ سگے ماں باپ بھی شاید نہ رکھ سکیں، ایک صبح کی بات ہے کہ بہو نے ساس سے کہا "اماں آج آپ نے صبح مجھے چپکے سے اٹھا کیوں نہ دیا ابا جی کیا سوچتے ہوں گے کہ اتنی دیر تک پڑی سوتی ہے" ساس نے جواب دیا "نہیں بیٹی"، انھوں نے ہی منع کیا تھا، کہنے لگے کہ "رات بٹیا کے سر میں درد تھا، ابھی اور سونے دو، نیند تو پوری ہو لے اس کی"۔

پتہ چلا کہ اس صبح کو ساس خسر دونوں نے مل کر خود بہو کا پلنگ پکڑ کر صحن سے دالان میں پہنچایا تھا، تاکہ جمعدار کی جھاڑو سے اس کی آنکھ نہ کھلے۔

مجھے واقعی اس بہو کی زندگی پر رشک آنے لگا۔ میں نے دعا کی کہ خدایا سب کو ایسی ساس نصیب ہو، چونکہ تالی دونوں ہاتھ سے ہی بجتی ہے اس لئے یہ حصہ بھی دعا میں شامل کرنا پڑا کہ ہر بہو بھی اسی جیسی ہو اور یہ ہر بہن کے اپنے ہاتھ میں ہے۔

آئیے ایک مثال اور دوں، کومیرے کالج کی لڑکی، کہتی ہے۔

بھئی میری دعا ہے کہ میری بہت ساری نندیں، دیور ہوں اور خسر اور ساس زندہ سلامت ہوں اور میں ان کی خوب خدمت کروں، اور عمر بھر کرتی رہوں، کیونکہ انھوں نے میرے پتی کی سیوا کی تھی بچپن میں"

یہ سُن کر تو میرے کالج میں ہر لڑکی نے دُعا کی "اے خدا میری ایک عدد ساس ضرور ہو" کچھ لڑکیوں نے نند کو البتہ سرے سے غائب چاہا، کسی نے کہا کہ ہاں ہو تو ضرور لیکن شادی شدہ ہو، یعنی ان لڑکیوں نے صرف ماں کا ہی قرض اُتارنا چاہا بہن کا نہیں، لیکن سب کے ووٹ ساس کے حق میں ضرور تھے۔

اگر ہر لڑکی یہ تصوّر کرلے کہ ساس میری ماں ہے، نند میری بہن اور دیور تو پھر ہے ہی بھائی۔ ... ... خاص طور پر ان بہنوں کے لئے جو اپنے میکے میں چھوٹا بھائی چھوڑ کر آئی ہوں) تو یہ روز کے جھگڑے کھڑے ہی نہ ہوں، بہو اگر اپنی ساس کو امی یا ماں جی کہنا شروع کردے گی تو وہ بھی جواباً بیٹی نرگس اور سہیلی دلہن ہی کہہ کر نام لیں گی۔ اور پھر یہ روایتی ساس بہو کا رشتہ ختم ہو جائیگا بہو کو ماں کا نیا روپ ملے گا، ساس کو دوسری بیٹی، محبت کا اتھاہ سمندر دونوں کو اپنی گود میں لے لے گا۔

نہ بھولئے!

خط و کتابت کے وقت یا کسی فرمائش کی تعمیل کے لئے حوالہ نمبر خریداری نمبر سنی ہر ڈدار رسال کرتے وقت کوپن میں اپنا نام و پتہ صاف صاف خوشخط تحریر کیجئے

محترمہ خیر النساء صاحبہ بہتر

کچھ روحانی نسخے

یہ دُنیا دار الاسباب ہے اور عمل کی جگہ ہے، خدا کا حکم ہے کہ اگر کوئی بیماری ہو تو علاج کرو، پریشانی ہو تو اس کو دور کرنے کے ذرائع اختیار کرو، کسی سے تکلیف اور اذیت پہونچنے کا ڈر ہو تو اس کو دفع کرنے کی ترکیب سوچو اور اس پر عمل کرو، غربت و افلاس ہو تو ہاتھ پیر چلا کر کماؤ، لیکن ان کے ساتھ ساتھ دُعا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے رُجوع کر اپنی ضرورت پیش کرنا بھی ضروری ہے، دُعا کامیابی کا دروازہ ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلمات عالیہ میں بھی ایسے خواص رکھے ہیں جو ضرورت کو رفع کرنے میں اکسیر کا حکم رکھتے ہیں، اگر ضرورت اور پریشانی کے وقت پورے اخلاص اور توجہ اِلی اللہ کے ساتھ یہ یقین کرتے ہوئے کہ اللہ ہی ضرورتوں کا رفع کرنے والا ہے ان کلمات کو پڑھے تو انشاء اللہ دواؤں اور مادّی وسائل سے زیادہ کامیابی ہوگی،

مندرجہ ذیل سطور میں وہ کلمات درج کرتی ہوں جو بارہا میرے تجربات میں آئے ہیں اور ان کے پڑھنے سے اللہ نے اپنا فضل و کرم نازل فرمایا ہے۔

(۱) اگر آسمان کا رنگ بدلا ہوا ہو اور طوفان آنے کا خوف ہو تو آسمان

کے نیچے بیٹھ کر سورۂ بقر تنہا پڑھے یا چند ساتھی مل کر پڑھیں تو
کہیں سے کوئی کہیں سے، اللہ تعالیٰ طوفان سے محفوظ فرمائے گا۔

(۲) اگر دشمن کا خوف ہو یا فساد کا اندیشہ ہو تو جدھر سے اندیشہ ہو اس طرف
منھ کر کے سورۂ احزاب پڑھی جائے، اللہ تعالیٰ شر و فساد سے محفوظ رکھے گا۔

(۳) اگر کوئی بیمار ہو جائے، بخار چڑھ آئے تو صبح سنت و فرض کے درمیان
سورۂ فاتحہ چالیس بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کو پلا دے
اور ساتھ ہی ساتھ مریض پر بھی دم کرے، یہ عمل تین دن کرے اگر خدانخواستہ
فائدہ نہ ہو تو سورۂ مجادلہ عصر کے وقت بیمار کے سر اور ہاتھ اور جسم پر ہاتھ
پھیر پھیر کر تین بار پڑھے۔

(۴) اگر تنگدستی ستائے، رزق میں کمی ہو تو صبح کے فرض کے بعد گیارہ تسبیح یا مُغنی
کی رُزاز پڑھے اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف۔ اللہ تعالیٰ فراخی دے گا۔

(۵) اگر کسی کو نظر لگ گئی ہو تو سورۂ فاتحہ ایک بار اور الٓمٓ تا مفلحون اور چاروں قُل
اور اس کے بعد وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا
سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ سات
بار پڑھے اور پڑھ کر مریض پر پھونک دے۔

(۶) اگر دل پریشان ہو اور اختلاج قلب کا مریض ہو تو سورہ اَلَمْ
نَشْرَحْ گیارہ بار پڑھے اور پانی پر دم کر کے استعمال کرے۔

راشدہ نظیر

جن کے اخلاق زیادہ اچھے ہیں

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں (بخاری)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا، ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان وہ لوگ ہیں جو اخلاق
میں زیادہ اچھے ہیں (ابو داؤد، ترمذی)

(۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مومن کی میزان عمل میں جو سب سے بھاری
اور وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اسکے اچھے اخلاق ہوں گے (ابو داؤد، ترمذی)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ صاحب ایمان بندہ
اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر
نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہوں (ابو داؤد)

(۵) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں سواری کی رکاب
میں رکھ لیا تھا، وہ یہ تھی، آپ نے فرمایا لوگوں کے لئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ
یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ (مؤطا امام مالک)